" لوگوں کا کسی بالاتر اقتدار کو تسلیم کرکے اس کی اطاعت کرنا" یہ "اسٹیٹ" ہے۔ یہی دین کا مفہوم بھی ہے اور "دین حق" یہ ہے کہ انسان دوسرے انسانوں کی، خود اپنے نفس کی۔ اور تمام مخلوقات کی بندگی و اطاعت چھوڑکر صرف اللہ کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرے۔ اور اسی کی بندگی و اطاعت اختیار کرے۔ پس درحقیقت اللہ کا رسول اپنے بھیجنے والے کی طرف سے ایک ایسے "اسٹیٹ" کا نظام لے کر آیا ہے، جس میں نہ تو انسان کی خود اختیاری کے لئے کوئی جگہ ہے۔ نہ انسان پر انسان کی حاکمیت کے لئے کوئی مقام۔ بلکہ حاکمیت و اقتدار اعلیٰ جو کچھ بھی ہے، صرف اللہ کے لئے ہے پھر رسول کے بھیجنے کا یہ مقصد بتایا گیا ہے کہ وہ اس نظام اطاعت (دین) اور اس قانون حیات (الھدیٰ) کو پوری جنس دین پر غالب کردے۔ پوری جنس دین سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں انسان انفرادی یا اجتماعی طور پر جن جن صورتوں سے کسی کی اطاعت کر رہا ہے وہ سب "جنس دین" کی مختلف انواع ہیں ...۔ یہ اور ایسی ہی دوسری بے شمار اطاعتیں بحیثیت مجموعی ایک نظام اطاعت بناتی ہیں اور اللہ کی طرف سے رسول کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ پورا نظام اطاعت اپنے تمام اجزا سمیت ایک بڑی اطاعت اور ایک بڑے قانون کے ماتحت ہو جائے۔ تمام اطاعتیں اللہ کے تابع ہوں۔ ان سب کو منضبط (REGULATE) کرنے والا ایک اللہ ہی کا قانون ہو۔ اور اس بڑی اطاعت اور اس ضابطہ قانون کی حدود سے باہر کوئی اطاعت باقی نہ رہے۔"

مختصراً مولانا مودودی کے الفاظ میں

"یہ رسول کا مشن ہے۔ اور رسول اس مشن کو پورا کرنے پر مامور ہے۔۔" اس موضوع پر مولانا کے طویل اقتباسات دینے کے بعد مصنف اس کا محاکمہ کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔۔۔۔ اسلامی مشن کا یہ تصور کہ اسلام ایک بہترین سیاسی اور تمدنی (نظام) ہے۔ اور اس نظام کو جاری و نافذ کرنا وہ کام ہے جو خدا کی طرف سے ہمارے سپرد ہوا ہے یہ اسلامی مشن کا ایک ایسا تصور ہے، جس سے قرآن کے صفحات ناآشنا ہیں۔ مجھے کتاب الٰہی میں کوئی ایک فقرہ بھی ایسا نہیں ملا، جس سے اس نقطہ کو واقعی طور پر اخذ کیا جاسکتا ہو۔ اس سلسلے میں جن آیتوں کے حوالے دیئے جاتے ہیں، ان کو اگلے صفحات میں نقل کرکے ان پر مختصر گفت گو کروں گا۔"

چنانچہ مصنف نے یہ آیتیں نقل کی ہیں۔ اور ان سے اپنے "اسلامی مشن" کے حق میں مولانا مودودی نے

جس طرح استدلال کیا ہے، پہلے مفسرین کے حوالے دے کر اس کی تغلیط کی ہے۔

" پہلی آیت ہے۔

وکذالک جعلنکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً۔ اس آیت کو سمجھنے کے لئے جب ہم علمائے تفسیر کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ تقریباً سب کے سب اس میں "شہادت" سے مراد ایک ایسا کام لیتے ہیں، جس کا تعلق اس دنیا سے نہیں، بلکہ آخرت سے ہے" اس ضمن میں مصنف نے علامہ آلوسی بغدادی اور ابو حیان اندلسی کی تشریحات پیش کی ہیں۔

" دوسری آیت جو اس سلسلے میں پیش کی جاتی ہے، حسب ذیل ہے۔

شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصّینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ۔

اس آیت سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اس میں "الدین" سے مراد وہ سارے انفرادی و اجتماعی، قومی و بین الاقوامی احکام ہیں جو اسلامی شریعت میں ملتے ہیں۔ اور اقامت کا مطلب ہے ان کو قائم کرنا۔ اس طرح یہ آیت پورے شرعی نظام کو مکمل طور پر انسانی زندگی میں غالب و نافذ کرنے کا حکم دے رہی ہے۔"

بقول مصنف کے، "مگر یہ اس آیت کی ایسی تفسیر ہے جو میرے علم کی حد تک کسی قابل ذکر مفسر نے اب تک نہیں کی۔ تمام علمائے تفسیر اس آیت میں الدّین سے مراد اصل دین یا دین کی بنیادی تعلیمات لیتے ہیں کہ کل دین ان کے نزدیک اقامتِ دین سے مراد سارے شرعی نظام کو لوگوں کے اوپر قائم کرنا نہیں ہے، بلکہ دین کے اس بنیادی حصے کو پوری طرح اختیار کرنا ہے جو ہر شخص سے اور ہر حال میں لازمی طور پر مطلوب ہے اور جس کو اپنی زندگی میں پوری طرح شامل کر لینے کے بعد کوئی شخص خدا کی نظر میں مسلمان بنتا ہے (........ سائر ما یکون المرء باقامتہ مسلماً ــ مدارک التنزیل وغیرہا)"

پھر اقیموا الدین کے فقرے کا یہ مطلب کہ "دین کو غالب اور نافذ کرو" یا یہ کہ "اپنی ذات سے لے کر ساری دنیا تک اسے زندگی کے شعبوں میں جاری کرو" ہرگز نہیں ہے۔ اس سلسلے میں مصنف لکھتے ہیں۔

"چنانچہ (قرآن مجید کے) اردو مترجمین میں سے کسی ایک نے بھی اس کا ترجمہ "دین قائم کرو" نہیں کیا ہے بلکہ بلا استثنا سب کا ترجمہ وہی ہے، جو ہم نے اپنے ترجمے میں اختیار کیا ہے۔ چند مشہور علماء کے ترجمے یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

شاہ عبدالقادرؒ	یہ کہ قائم رکھو دین اور پھوٹ نہ ڈالو
شاہ رفیع الدینؒ	یہ کہ قائم رکھو دین کو اور مت متفرق ہو بیچ اس کے
عبدالحق حقانیؒ	اسی دین پر قائم رہنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا
اشرف علی تھانویؒ	اسی دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا
ڈپٹی نذیر احمدؒ	اسی دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا
شیخ الہند محمود الحسن	قائم رکھو دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں"

یہ تو لفظ اقامت کے معنی ہوئے، ورنہ مصنف لکھتے ہیں "پوری آیت کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہاں ایک ایسے دین کی اقامت کا حکم دیا جارہا ہے، جو حضرت نوح سے لے کر آخری رسول تک تمام انبیاء پر اترا تھا۔ اب چونکہ مختلف انبیاء پر نازل کی جانے والی تعلیمات اپنی پوری شکل میں یکساں نہیں تھیں۔ عقائد اور بنیادی اصولوں کی حد تک تو ان سب کا دین بالکل ایک تھا، مگر تفصیلی شریعت اور عملی احکام میں ان کے درمیان کافی فرق تھا۔ اس لئے حکم کے الفاظ کے مطابق اس سے دین کا وہی حصہ مراد ہو سکتا ہے، جو سب میں مشترک رہا ہو"

مصنف نے اس کی تائید میں امام رازی کا حوالہ دیا ہے۔ امام رازی لکھتے ہیں۔ "(ترجمہ) شرع لکم من الدین — کے فقرے پر تمام انبیاء کا عطف ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حکم کا مطلب شریعت کے اس حصہ پر پوری طرح عامل ہونا ہے، جو تمام انبیاء کے درمیان متفق علیہ ہے"

اس سے آگے امام رازی نے اس کی مفصل تشریح کی ہے، جو مصنف نے نقل کی ہے۔

اس سلسلے میں مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

"مراد اس دین سے اصول دین ہیں، جو مشترک ہیں تمام شرائع میں، مثل توحید و رسالت،